المقالة الثانية

الجمل المعترضة بين قواعد النحو والأدب في اللغة العربية

تحت عنوان: «جملہ معترضہ عربی ادب اور نحوی قواعد کی روشنی میں» باللغة الأردية مشروحة
في مجلة «آثار الشعرية» عدد مارس – ديسمبر ٢٠٢٠م (ص ٦٤ – ٧٩)
كما نشرت قبل ثلاثين عاما في بعض أعداد لنفس المجلة المذكورة.

وقد وزعت نسخ منها بالفوتو استيتات بعد النشرة الأولى على طلبات كثيرة واردة من طلبة الجامعات والمدارس وأساتذة النحو والصرف فيها – ولله الحمد.

وعلى طلبهم أيضا أعيد نشرها مرة أخرى الآن.

كتبه كاتب هذا المقال
أبو القاسم عبد العظيم
أستاذ العلوم العربية والدراسات الإسلامية
بالجامعة الأثرية دار الحديث – مئوناتھ بھنجن – الهند

يوم السبت ٤/١١/١٤٤٣هـ = ٤/٦/٢٠٢٢م

Scanned with CamScanner

حق کا داعی کتاب وسنت کا ترجمان

مجلّہ آثار جدید

ادارہ تحقیقات اسلامی

پوسٹ باکس نمبر ۳، مئوناتھ بھنجن، ۲۷۵۱۰۱،
مئو، یوپی (انڈیا)

Regd. (R.N.I.) 47978/88-D.N. 25 (1) S.D.M., MAU

MONTHLY
AASAR JADEED

P. O. BOX NO. 3, MAUNATH BHANJAN - 275101, MAU (U.P.) INDIA

ADVANCE FORMULA

نورانی تیل
تیز اثر
جوڑوں کا درد، ایڈوانس فارمولہ
کمر درد، چوٹ،
موچ، سوجن
وغیرہ میں
نہایت تیز اثر
وکامیاب دوا

INDIAN CHEMICAL CO.
Naini, Allahabad Ph : 0532-2697131 Fax : 2696651

نورامنٹ تیل
درد سے فوراً آرام
جوڑوں کا درد، کمر درد،
گٹھیا کا درد، چوٹ،
موچ، پنڈلی کا درد،
کٹنے، سوجن میں
نہایت تیز اثر دوا

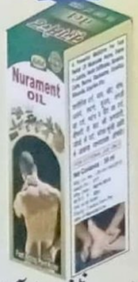

تیار کردہ: راحت انڈسٹریز، نینی۔ الہ آباد
Rahat

خالص جڑی بوٹیوں سے بنی مجرب دوا
کفنال
جلد آرام
مستقل آرام
سردی، زکام، کھانسی،
انفلوئنزا، گلے کی خراش
کی کامیاب وتیز اثر دوا

تیار کردہ: راحت انڈسٹریز، نینی۔ الہ آباد
Rahat

نورامنٹ
اسٹرانگ
درد سے فوراً آرام
جوڑوں کے درد، بدن کے درد
گٹھیا کا درد، کمر اور گھٹنوں کا درد، چوٹ موچ میں
نہایت مفید

تیار کردہ: راحت انڈسٹریز، نینی۔ الہ آباد
Rahat

ISLAMIC RESEARCH INSTITUTE

P. O. BOX NO. 3, MAUNATH BHANJAN - 275101, MAU (U.P.) INDIA

جملہ معترضہ *

عربی ادب اور نحوی قوعد کی روشنی میں

ابوالقاسم عبدالعظیم
جامعہ اثریہ دارالحدیث، مئو

جملہ معترضہ کی تعریف اوراس کے اقسام:

جملہ معترضہ اس جملہ کو کہتے ہیں جو کلام کی تاکید، یا توضیح، یا تحسین کے لئے دو باہم مربوط لفظوں، یا ایک دوسرے کے طالب جملوں کے درمیان واقع ہوتا ہے۔

جملہ معترضہ تین قسم کا ہوتا ہے:

۱- جملہ معترضہ تاکیدیہ۔

۲- جملہ معترضہ توضیحیہ۔

۳- جملہ معترضہ تحسینیہ

جملہ معترضہ کی اعرابی حیثیت:

جملہ معترضہ کلام کے جن دو اجزاء کے مابین واقع ہوتا ہے، ان سے اس کا کوئی معنوی تعلق ضرور ہوتا ہے۔ البتہ وہ ان دونوں میں سے کسی کا معمول نہیں بنتا[1]

مثالیں:

[۱] جملہ معترضہ برائے تاکید کلام کی مثال عمرو بن شأس کا یہ مشہور شعر ہے:

أردت عـراراً بـالهـوان، و مـن يـرد
عـرارا (لـعمری)[2] بـالهـوان فـقد ظلم[3]

مثال مذکور میں (لعمری) جملہ معترضہ قسمیہ ہے جو تاکید کے لئے استعمال ہوا ہے۔

[۲] جملہ معترضہ توضیحیہ کی مثال شاعر خوارج قطری بن فجاءہ کا یہ قول ہے:

فإن أمت حتف أنفی، لا أمت كمداً
على الطعان (و قصر العاجز الكمد)
و لـم أقـل: لـم أساق المـوت شاربـه
فی كـاسـه و المنـايا شـرع ورد[4]

مثال مذکور میں قوسین کا جملہ معترضہ معطوفہ علیہ اور معطوف کے درمیان لاکر شاعر یہ واضح کر رہا ہے کہ میرا نفس ہمت، شجاعت اور جواں مردی پر آمادہ ہے نہ کہ اوروں کی طرح بزدلی، اور فرار پر۔

[۳] جملہ معترضہ تحسینیہ کی مثال معلقہ کے شاعر زہیر بن أبی سلمی کا یہ مشہور شعر ہے:

سئمت تكاليف الحياة و من يعش
ثمـانيـن حولاً (لا أبالک) يسأم[5]

مثال مذکور میں قوسین کا جملہ معترضہ صرف فاصلہ کے لئے وارد ہوا ہے، اس سے کلام کی تاکید، یا توضیح کا مقصود نہیں، اور نہ اس کا مقصد بد دعا ہے۔ بلکہ شاعر نے عربوں کی عادت اور عرف عام کے لحاظ سے کلام کے حسن و شگفتگی کو جلا دینے کی کوشش کی ہے۔

جملہ معترضہ کے مواقع استعمال:

جملہ معترضہ کے استعمال کے بہت سے مواقع اور مقامات ہیں۔ ذیل میں چند مشہور مواقع مع مثال لکھے جارہے ہیں۔

۱- مبتدا و خبر کے درمیان، جیسے جمیل بثینہ کا یہ شعر:

إذا قلـت: مـا بی (يا بثينة) قـاتلی
من الوجد؟ قـالـت: ثابت و يزيد[6]

۲- خبر اور مبتدا کے درمیان، جیسے معن بن أوس طائی کا یہ شعر:

و فيهـن (و الأيام يعثـرن بـالفتی)
نـوادب -لا يـمـلـلـنه- و نوائح[7]

۳- مبتدا اور خبر حکمی کے درمیان جیسے عوف بن محلم شیبانی کا شعر:

إن الثـمـانيـن (و بـلـغـتهـا)
قد أحوجت سمعی إلی ترجمان[8]

۴- مفعول اور فاعل کے درمیان، جیسے امرؤ القیس کا یہ شعر:

فـلـو أنـمـا أسعى لأدنى معيشة

---

* ڈاکٹر فخر الدین قباوہ: اعراب الجمل وأشباہ الجمل (ص۶۴-۷۶) مطبوعہ بیروت ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، اس مقالہ کے جوہری مباحث اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

[1] السیوطی: ھمع الھوامع (۱/۲۴۷) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۷ھ۔

[2] زیر نظر مثال اور دیگر مثالوں میں وضاحت کے لئے جملہ معترضہ قوسین میں لکھا جائے گا۔

[3] ابوعلی القالی: الأمالی (۲/۶۸۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۳ء۔ اس قصیدہ کے بعض دوسرے اشعار بھی اس مقالہ میں آئیں گے۔

[4] شعر الخوارج (ص:۴۲) مطبوعہ بیروت۔

[5] الأعلم الشنتمری: دیوان زہیر بن أبی سلمی (ص:۲۱) مطبوعہ حلب ۱۹۷۰ء اور معلقہ و دیگر کتب نحو و بلاغت۔

[6] دیوان جمیل بثینہ (ص:۶۴) مطبوعہ قاہرہ۔

[7] ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۴۳۳) مطبوعہ دمشق ۱۹۶۴ء، دیوان معن بن أوس (ص:۳۹) مطبوعہ مطبوعہ مصر ۱۹۲۷ء، السیوطی: ہمع الہوامع (۱/۲۴۷) ابن جنی: الخصائص (۱/۲۹۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۶ھ)

[8] أیضا (ص:۴۳۴) اور دیکھو ابن الزملکانی: التبیان فی علم البیان (ص:۲۰۵) مطبوعہ الجامعہ السلفیہ، بنارس تحقیق کاتب مقالہ ھذا۔

کفانی (و لم أطلب) قلیل من المال [۹]

۵- فعل اور مفعول کے درمیان، جیسے عمیر بن أبی سلمی کا یہ شعر:

و ما أدری (و سوف إخال أدری)

أقوم آل حصن؟ أم نساء؟ [۱۰]

اور جیسے کسی شاعر کا یہ شعر:

و أعلم (فعلم المرء ینفعه)

أن سوف یأتی کل ما قدرا [۱۱]

۶- فعل اور شبہ جملہ متعلقہ بہ فعل کے درمیان، جیسے آیت کریمہ: ﴿المص. کِتَابٌ أُنزِلَ إِلَیْکَ (فَلاَ یَکُن فِیْ صَدْرِکَ حَرَجٌ مِّنْهُ) لِتُنذِرَ ...﴾ [۱۲]

۷- موصوف اور صفت کے درمیان، جیسے ارشاد ربانی: ﴿وَ إِنَّهُ لَقَسَمٌ (لَّوْ تَعْلَمُونَ) عَظِیْمٌ﴾ [۱۳]

۸- حرف اور اس کی تاکید کے درمیان، جیسے آیت کریمہ: ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ (وَ لَن تَفْعَلُواْ) فَاتَّقُواْ

مجنون کا یہ شعر:

خلیلی لا (و الله) لا أملک الذی

قضی الله فی لیلی، و لا ما قضی لیا (۱۴)

۹- معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان، جیسے آیت کریمہ: ﴿وَ الَّذِیْنَ إِذَا فَعَلُواْ فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُواْ أَنْفُسَهُمْ ذَکَرُواْ اللّهَ فَاسْتَغْفَرُواْ لِذُنُوبِهِمْ (وَمَن یَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلاَّ اللّهُ) وَلَمْ یُصِرُّواْ عَلَى مَا فَعَلُواْ وَهُمْ یَعْلَمُونَ﴾ [۱۵]

۱۰- اسم موصول اور اس کے صلہ کے درمیان، جیسے فرزدق کا یہ شعر:

تعش، فإن عاهدتنی لا تخوننی

نکن مثل من (یاذئب) یصطحبان [۱۶]

۱۱- شرط اور جواب شرط کے درمیان، جیسے آیت کریمہ: ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ (وَ لَن تَفْعَلُواْ) فَاتَّقُواْ

---

۹ دیوان امرؤ القیس (ص:۳۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۸ء، نحو کی عام کتابوں میں ''تنازع فعلین'' کی بحث میں یہ شعر دیکھا جاسکتا ہے۔
۱۰ دیوان زہیر بن أبی سلمی (ص:۱۳۲) اور دیکھو: ابن الزملکانی: التبیان فی علم البیان (ص:۲۲۱)
۱۱ ابن هشام: مغنی اللبیب (ص:۴۴۵) ابن عقیل: شرح الفیۂ ابن مالک (۱/۱۴۷) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء۔
۱۲ سورہ الأعراف/۲۔
۱۳ سورۃ الواقعہ/۷۶۔
۱۴ دیوان مجنون لیلیٰ (ص:۲۹۲) مطبوعہ قاہرہ۔
۱۵ سورہ آل عمران/۱۳۵۔
۱۶ دیوان الفرزدق (ص:۸۷۰) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۶ء، ابن هشام: مغنی اللبیب (ص:۴۵۲) یہ شعر اور اس قصیدہ کے متفرق اشعار نحو و ادب اور بلاغت کی کتابوں میں بطور مثال وارد ہوئے ہیں۔

النَّارَ الَّتِیْ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [۱۷]

۱۲- قسم اور جواب قسم کے درمیان: جیسے نابغہ ذبیانی کا یہ شعر:

لعمری (و ما عمری علی بهن)

لقد نطقت بطلا علی الأقارع [۱۸]

۱۳- ''سوف'' اور فعل کے درمیان، جیسے زہیر بن أبی سلمی کا مذکورہ شعر:

و ما أدری، و سوف (إخال) أدری

أقوم آل حصن؟ أم نساء؟ [۱۹]

۱۴- دو ایسے مستقل جملوں کے درمیان جن میں سببی، تفسیری، یا بیانی تعلق موجود ہو، جیسے زفر بن الحارث کا شعر:

أرینی سلاحی (لا أبالک) إننی

أری الحرب لا تزداد إلا تمادیا [۲۰]

تنبیہ:

بسا اوقات اثنائے کلام میں کچھ ایسے جملے واقع ہو جاتے ہیں جو بظاہر جملہ معترضہ جیسے ہی لگتے ہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اپنی اعرابی حیثیت وغیرہ کے اعتبار سے وہ جملہ معترضہ نہیں ہوتے، مثال کے طور پر حکیم بن معیہ کا یہ شعر:

لو قلت: ما فی قومها (لم تیثم)

بفضلها فی حسب و میسم [۲۱]

شعر مذکور میں (لم تیثم) [۲۲] جملہ معترضہ نہیں بلکہ جواب شرط ہے، جو ضرورت شعری کے سبب مقدم کر دیا گیا ہے، اگر چہ وہ (أحد) کی ماقبلی تقدیر کی بنیاد پر موصوف وصفت کے درمیان، یا

---

۱۷ سورۃ البقرہ/۲۴۔
۱۸ دیوان النابغہ الذبیانی (ص: ۴۹) مطبوعہ بیروت ۱۹۶۸ء، و (ص: ۵۳) مطبوعہ الوہبیہ ۱۲۹۳ھ، سیبویہ: الکتاب (۱/۲۵۲) ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۳۰۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۷ھ۔
ابن الزملکان نے التبیان (ص:۲۰۵) میں اس سے بہتر مثال اس آیت سے پیش کی ہے: ''فلا أقسم بمواقع النجوم (و إنه لقسم – لو تعلمون – عظیم) إنه لقرآن کریم'' (سورہ الواقعہ/۷۵-۷۷)
۱۹ موقع استعمال نمبر ۵ میں یہ شعر گذر چکا ہے، دیکھو حاشیہ نمبر ۱۰۔
۲۰ ابو تمام: نقائض جریر و الأخطل (ص:۲۴) مطبوعہ بیروت ۱۹۲۲ء۔
۲۱ سیبویہ: الکتاب (۱/۳۷۵) ابن جنی: الخصائص (۳/۳۷۰) ابن ہشام: أوضح المسالک (۳/۱۵) السیوطی: ہمع الهوامع (۲/۱۲۰) الشنقیطی: الدرر اللوامع (۲/۲۵۱) وغیرہ مصادر کثیرہ۔
۲۲ ''تیثم'' اصل میں ''تائم'' تھا، حرف مضارع کو کسرہ دینے کے بعد ہمزہ کو یا سے بدل دیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

(أحد) کی مابعدی تقدیر کی بنا پر خبر اور مبتدا کے درمیان واقع ہوا ہے۔

معترضہ یا غیر:

جملہ معترضہ ہی کی صورت میں کبھی ایسے جملے آتے ہیں جن کے معترضہ یا غیر معترضہ دونوں ہونے کی گنجائش موجود ہوتی ہے، چنانچہ آیت کریمہ: ﴿وَالَّذِينَ كَسَبُواْ السَّيِّئَاتِ جَزَاء سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَّا لَهُم مِّنَ اللّهِ مِنْ عَاصِمٍ﴾ ۲۳ میں بعض نحویوں کا خیال ہے کہ (مالهم من الله من عاصم) اسم موصول (الذين) کی خبر ہے، اور (جزاء سيئة بمثلها) معطوف علیہ (كسبوا) اور معطوف (ترهقهم) کے درمیان جملہ معترضہ وارد ہے۔ اور وہ دونوں صلہ کے دو اجزاء ہیں، ایسی صورت میں لفظ (جزاء) مبتدا اور (بمثلها) جار و مجرور متعلق بہ مبتدا ہے، اور خبر (لهم) محذوف ہے۔ لیکن راجح قول یہ ہے کہ (جزاء سيئة بمثلها) جملہ معترضہ نہیں بلکہ حالت رفع میں ہو کر (الذين) اسم موصول کی خبر ہے اور (ترهقهم ذلة) اسی پر معطوف ہے۔

جملہ معترضہ کی تعداد:

بسا اوقات ایک سے زائد جملے بھی معترضہ واقع ہوتے ہیں، زہیر بن أبی سلمی کا شعر ہے:

لعمرک (و الخطوب مغيرات)
(و فی طول المعاشرة التقالی)
لقد باليت مظعن أم اوفى
ولكن أم أوفى لا تبالى ۲۴

مثال مذکور میں قسم اور جواب قسم کے درمیان دو جملے بحیثیت معترضہ آئے ہیں۔

ابوعلی فارسی کا خیال ہے کہ ایک سے زائد جملے معترضہ نہیں ہو سکتے، لیکن جب انھیں کسی کا یہ شعر:

أرانی (و لا كفران لله) (أية
لنفسی) قد طالبت غير منيل ۲۵

سنایا گیا تو انھوں نے کہا کہ "أية" ۲۶ "کفران" کا مفعول لہ ہونے کے سبب منصوب ہے، فعل محذوف "أويت" کا مفعول مطلق نہیں، ورنہ (أرانی) اور مفعول ثانی کے درمیان دونوں جملوں کا معترضہ ہونا ثابت ہوگا۔

---

۲۳ سورہ یونس/۲۷۔
۲۴ دیوان زہیر بن أبی سلمی (ص:۱۶۱) ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۴۱۹-۴۲۰)
۲۵ ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۴۴۰)
۲۶ "أية" کی اصل "أوية" ہے۔ ادغام کے بعد "أية" بنا ہے۔

ابوعلی فارسی کی اس تاویل کا سبب یہ ہے کہ بصری نحاۃ (لا) کے اسم کو تنوین نہیں دیتے، حالانکہ "أية" میں یہ عمل جاری ہوا ہے۔

میرے نزدیک ابوعلی فارسی کی مذکورہ بالا ترکیب نحوی درست ہے اور بصریوں کے برخلاف (لا) کے اسم کی تنوین و عدم تنوین دونوں جائز ہے، حدیث شریف میں ہے: "اللهم لا مانع لما أعطيت، و لا معطى لما منعت" ۲۷

البتہ (أية) کے اعراب میں ابوعلی فارسی کی تاویل و تعلیل فصحاء عرب کے کلام کے خلاف ہے۔

جملہ معترضہ متداخلہ بھی اسی سلسلے میں داخل ہے، مثال کے طور پر دیکھو زہیر بن أبی سلمی کا مشہور شعر جو موقع استعمال نمبر ۱۵ اور نمبر ۱۳ پر گذر چکا ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

اگر کوئی معترض یہ کہے کہ زہیر بن أبی سلمی کے مذکورہ بالا اشعار (لعمرک و الخطوب...الخ) دونوں جملہ معترضہ کے درمیان حرف عطف (واو) آیا ہوا ہے، لہٰذا ابوعلی فارسی کا مذہب مردود نہیں قرار دیا جا سکتا، تو ہم کہیں گے کہ دیکھو بغیر حرف عطف بھی دو جملہ معترضہ امرؤ القیس اور دیگر فصحاء عرب کے کلام میں آئے ہوئے ہیں۔ امرؤ القیس کا شعر ہے:

فلا (و أبيك) (ابنة العامر
یّ) لا يدعى القوم أنی أفر ۲۸

اور أرطاۃ بن سہیہ کا شعر ہے:

هل أنت (ابن ليلى) (إن نظرتك) رائح
مع الركب، أم غاد غداتئذ معی ۲۹

نیز شاعر معلقہ عنترہ بن شداد عبسی، معروف بہ عنترۃ الفوارس کا شعر ہے:

هلا سألت الخيل (يا ابنة مالك)
(إن كنت جاهلة) بما لم تعلمی ۳۰

جملہ معترضہ علماء نحو و بلاغت کے نزدیک:

بسا اوقات علماء بلاغت ایسے جملوں پر بھی معترضہ ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں جو نحویوں کے مقصد کے خلاف ہے۔

آیت کریمہ ﴿قَالُواْ نَعْبُدُ إِلَـهَكَ وَإِلَـهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَـهاً وَاحِداً

---

۲۷ صحیح حدیث ہے، نحو کی بہت سی کتابوں میں بطور مثال وارد ہوئی ہے۔ دیکھو: ابن ہشام مغنی اللبیب (ص:۴۴۱) وغیرہ۔
۲۸ دیوان امرؤ القیس (ص:۱۵۴)
۲۹ ابوالفرج اصفہانی: الأغانی (۱۳/۳۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۳ھ۔
۳۰ دیوان عنترہ (ص:۲۰۷-۲۰۸)

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ ۳۱ پر علامہ زمخشری یہ تعلیق چڑھاتے ہیں کہ (و نحن له مسلمون) (نعبد) فعل کے فاعل یا مفعول سے حال واقع ہوا ہے۔ (نعبد) پر اس کا عطف بھی جائز ہے۔

نیز جملہ معترضہ مؤکدہ ہونا بھی جائز ہے: تقدیری صورت یہ ہوگی: "و من حالنا أنا له مسلمون" ۳۲

علامہ زمخشری اگرچہ اپنی اس تعلیق میں (نحن له مسلمون) پر جملہ معترضہ مؤکدہ ہونے کا اطلاق کرتے ہیں لیکن اصل مراد جملہ مستأنفہ ہے۔

جملہ معترضہ اور جملہ مستانفہ کے درمیان اختلاط علماء بلاغت ہی کا عیب نہیں، نحویوں کا بھی اس میں معتد بہ حصہ ہے۔ علامہ شریف رضی شرح کافیہ ۳۳ میں "اطلبو العلم و لو بالصين" ۳۴ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ظاہر ہے کہ شرط پر داخل شدہ واو اس جیسے مقام پر معترضہ ہے، اور جملہ معترضہ سے ہماری مراد اجزاء کلام کے مابین آنے والا معنی سے متعلق، لفظ استثنائی جملہ ہے۔ اور بسا اوقات یہ جملہ کلام کے اختتام پر بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا حدیث شریف ہے: "أنا سيد ولد آدم و لا فخر" ۳۵

لیکن درست بات یہ ہے ایسا جملہ استثنائی واحترازی ہوتا ہے، معترضہ نہیں۔ لہٰذا اس جیسے جملہ کی اعرابی حالت میں خلط ملط جائز نہیں۔

جملہ معترضہ اور جملہ حالیہ:

جملہ معترضہ اور جملہ حالیہ کے درمیان بھی کثرت سے اشباہ ہوتا رہتا ہے، اور کبھی جملہ حالیہ پر جملہ معترضہ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے نحویوں نے دونوں کے درمیان فرق وامتیاز کی مندرجہ ذیل علامتیں بتائی ہیں۔

۱- نیابت مفرد: جملہ حالیہ محل اعرابی میں ہونے کے سبب مفرد کے قائم مقام ہوتا ہے، اور اعراب و

---

۳۱ سورۃ البقرۃ/۱۳۳۔

۳۲ الزمخشری: تفسیر الکشاف (۱/۶۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۴ھ۔ اور دیکھو: ابوحیان: البحر المحیط (۱/۴۰۳-۴۰۴) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۸ھ، ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۴۴۶)

۳۳ الشریف الرضی: شرح کافیہ ابن الحاجب (۲/۲۵۷) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۰۶ھ۔

۳۴ یہ ایک ضعیف حدیث ہے، "خلاصۃ تذکرۃ الموضوعات" کی تحقیق میں ہم نے اس کے حوالے درج کر دیئے ہیں۔

۳۵ یہ ایک صحیح اور مبہم بالشان حدیث ہے، جامع ترمذی (۳۶۱۸) سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر ۴۳۰۸) صحیح ابن حبان (۲۱۲۷) اور مسند امام احمد (۲/۳، ۱۴۴) وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔ بعض روایات میں "و لا فخر" موجود نہیں ہے۔

ترکیب میں کلمۂ مفرد کا نائب ہوتا ہے ۳۶

اس کے برخلاف جملہ معترضہ کا کوئی محل اعرابی نہیں ہوتا، اور نہ اس کی جگہ پر کوئی کلمۂ مفرد لایا جاسکتا ہے۔

۲- اِنشائیت: جملہ انشائیہ بھی جملہ معترضہ بن سکتا ہے، لیکن وہ جملہ حالیہ نہیں ہوسکتا ۳۷ جمیل بثینہ کا شعر ہے:

يقولون جاهد (يا جميل) بغزوة
و أي جهاد غيرهن أريد؟ ۳۸

مثال مذکور میں جملۂ ندا اِنشائیہ ہے، جو فعل امر اور جار ومجرور کے درمیان آیا ہوا ہے۔

جملہ دعائیہ بھی اِنشاء ہی کی ایک قسم ہے۔

ابن ہرمہ کا شعر ہے:

إن سليمى (و الله يكلؤها)
ضنت بشيء ما كان يرزؤها ۳۹

کسی اور شاعر نے کہا ہے:

و تفتح (لا كانت) فما لو رأيته
توهمته بابا من النار يفتح

۳- استقبال: جائز ہے کہ جملہ معترضہ کی ابتداء (س) (سوف) اور (لن) وغیرہ علامت استقبال سے ہو، لیکن جملہ حالیہ کی ابتدا ان جیسے حروف سے محال ہے، کیونکہ جملہ حالیہ سے زمانۂ حاضر مراد ہوتا ہے، زمانۂ مستقبل نہیں، مثال میں زہیر بن أبی سلمی کا یہ شعر گذر چکا ہے:

و ما أدری (و سوف - إخال - أدری)
أقوم آل حصن؟ أم نساء؟ ۴۰

اور نیز یہ آیت بھی گذر چکی ہے: ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ (وَلَن تَفْعَلُواْ) فَاتَّقُواْ النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ ۴۱

---

۳۶ السیوطی: همع الهوامع (۱/۲۴۸)

۳۷ صحیح بات تو یہی ہے، لیکن کچھ نحوی آیت کریمہ: "تعالوا قاتلوا" (سورہ آل عمران/۱۶۷) میں "قاتلوا" کا جملہ محل نصب میں مان کر اسے حال قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو: ابوالبقاء العکبری: إملاء ما من به الرحمن (۱/۱۳۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۱ء۔
کچھ دوسرے نحوی جملہ استفہامیہ کو بھی حالیہ مانتے ہیں، جیسے: "عرفت زيدا من هو؟" اس مثال میں "من هو؟" جو جملہ استفہامیہ ہے ان کے نزدیک حالیہ ہے، دیکھو: ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۴۶۶)

۳۸ دیوان جمیل بثینہ (ص:۶۷)

۳۹ دیوان ابراہیم بن ہرمہ (ص:۵۵) مطبوعہ دمشق ۱۹۶۹ء

۴۰ دیکھو حاشیہ نمبر ۱۰ و ۱۹۔

۴۱ ایضا حاشیہ نمبر ۱۷

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

رہا حروف شرط سے جملہ معترضہ کی ابتداء کا مسئلہ تو علماء نحو کا اس کے جواز پر اجماع ہے۔ آیت کریمہ: ﴿إِنِّيٓ أَخَافُ (إِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّي) عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٖ﴾[۴۲]

البتہ حروف شرط سے جملہ حالیہ کی ابتدا کے بارے میں ان کی دو رائیں ہیں۔ اکثریت عدم جواز کی قائل ہے، جب کہ اقلیت اسے جائز مانتی ہے[۴۳]

عدم جواز کے قائلین کہتے ہیں کہ حروف شرط بھی زمانۂ مستقبل کی علامتیں ہیں، لہٰذا ان کا حکم بھی (س) اور (لن) جیسا ہی ہوگا۔

جائز ماننے والے کہتے ہیں کہ حروف شرط اگرچہ مستقبل کی علامتیں ہیں، لیکن کبھی زمانۂ ماضی اور زمانہ حاضر کے لئے بھی استعمال ہو جایا کرتے ہیں، لہٰذا ان سے جملہ حالیہ کی ابتدا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حرف شرط برائے زمانۂ ماضی کی مثال عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے:

فأضحى (و لو كانت خراسان دونه)
رآها مكان السوق، أو هي أقربا [۴۴]

اگر مثال مذکور میں ''أضحیٰ'' کو فعل تام مانا جائے، اور راجح بات بھی یہی ہے، تو جملہ شرطیہ بھی نصب میں ہو کر حال واقع ہوگا۔

حرف شرط برائے زمانۂ حاضر کی مثال آیت کریمہ: ﴿فَمَثَلُهُۥ كَمَثَلِ ٱلۡكَلۡبِ إِن تَحۡمِلۡ عَلَيۡهِ يَلۡهَثۡ أَوۡ تَتۡرُكۡهُ يَلۡهَث﴾[۴۶]

علامہ زمخشری اس آیت پر یہ تعلیق چڑھاتے ہیں: اگر آپ کہیں کہ جملہ شرطیہ کا محل اعرابی کیا ہے؟ تو میں جواب دونگا: اس کا محل اعرابی حالیت کی بنا پر منصوب ہے، گویا آیت کی تاویل یہ ہوگی؟ ''كمثل الكلب ذليلا، دائم الذلة، لا هثا في الحالتين''[۴۷]

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہئے

---

۴۲ سورۃ الانعام/۱۵۔
یہ آیت فعل اور مفعول کے درمیان جملہ معترضہ واقع ہونے کی مثال بھی بنائی جاسکتی ہے۔

۴۳ السیوطی: ہمع الہوامع (۲۴۶/۱)

۴۴ المبرد: الکامل فی اللغۃ والأدب (ص: ۱۱۲۰) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۷ء۔

۴۵ اور ''أضحیٰ'' کو فعل ناقص بھی مانا گیا ہے، جیسا کہ بغدادی کی خزانۃ الأدب (۱۷۶/۳-۱۷۷) میں موجود ہے۔

۴۶ سورۃ الأعراف/۱۷۶۔

۴۷ الزمخشری: تفسیر الکشاف (۱۰۴/۲) ابو البقاء العکبری: إملاء ما من بہ الرحمٰن (۲۸۹/۱) أبو حیان الأندلسی: البحر المحیط (۴۱۶/۴، ۴۲۴) معانی القرآن زجاج، المحرر الوجیز وغیرہ بھی معنی، یہی تفسیر مذکور ہے۔

کہ جو افعال حروف پر مقدم ہوتے ہیں، کبھی کبھی وہ مستقبل کے لئے بھی آتے ہیں، لہٰذا ان کے بعد آنے والا حال بھی مستقبل ہی کے لئے ہوگا[۴۸]

ولید بن عقبہ کا شعر ہے:

و حاربه (إن حاربت) حرب ابن حرة
و إلا فسلّم، لا تدب عقاربه [۴۹]

اور سحیم بن وثیل الریاحی کا شعر ہے:

عميرة ودع (إن تجهزت غاديا)
كفى الشيب و الإسلام للمرء ناهيا [۵۰]

نیز جریر بن عطیہ کا شعر ہے:

أقلي اللوم –عاذل– و العتابا
و قولي (إن أصبت) لقد أصابا [۵۱]

اور شاعر معلقہ عنترۃ الفوارس کہتا ہے:

فاقني حياء ك – لا أبا لك– و اعلمي
أني امرؤ سأموت (إن لم أقتل) [۵۲]

علاوہ ازیں عام طور پر بولا جاتا ہے: ''أكرم أخاك مهمل فعل'' ''أعينوا الضعيف حيثما كان''، ''لنثأرن أني شئتنا'' اور ''لأكرمنک أينما كنت''۔

مذکورہ بالا تمام مثالوں میں جملہ شرطیہ کے جملہ حالیہ بن جانے کا پورا پورا احتمال موجود ہے۔

نحویوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب دو شرطیں جمع ہو جائیں اور دونوں کے درمیان کوئی حرف عطف نہ ہو تو جواب شرط اول کا ہوگا اور دوسرا شرطیہ جملہ حال ہی کی طرح پہلے جملہ کے تابع ہوگا۔ مثلاً کسی کا یہ شعر:

(إن تستغيثوا بنا) (إن تذعروا) تجدوا
منا معاقل عز زانها كرم [۵۳]

دو شرطیہ جملوں پر اگرچہ مشتمل ہے لیکن معنی یہ ہے: ''إن تستغيثوا بنا مذعورين تجدوا ...''[۵۴]

---

۴۸ الشریف الرضی: شرح الکافیہ (۲۵۸/۲)

۴۹ نصر بن مزاحم: وقعۃ صفین (ص: ۵۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۵ھ۔

۵۰ دیوان سحیم بن وثیل الریاحی (ص: ۱۷) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۰ء، اور دیگر کتب نحو۔

۵۱ دیوان جریر (ص: ۸۱۳) یہ شعر مشہور نحوی مثال ہے، اکثر کتابوں میں وارد ہوا ہے۔

۵۲ دیوان عنترہ (ص: ۲۵۲) دونوں شعر میں ''عاذل'' اور ''لا أبا لک'' بھی جملہ معترضہ ہیں۔

۵۳ ابن ھشام: مغنی اللبیب (ص: ۶۱۴) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۷ھ، الأشمونی: منہج السالک إلی الفیۃ ابن مالک، معروف بہ شرح الأشمونی (۳۱/۴، شعر نمبر ۸۶۲) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۶ھ۔

۵۴ السیوطی: ہمع الہوامع (۶۳/۲) شیخ خالد ازہری: شرح التصریح (۲۵۴/۲) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۴ء، العینی: شرح شواہد شروح الألفیہ (۳۱/۴) علی ہامش الأشمونی، و (۴۵۲/۴) علی ہامش خزانۃ الأدب للبغدادی، مطبوعہ بولاق ۱۲۹۹ھ۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

نحویوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو چیز صلہ، صفت یا خبر بن سکتی ہے وہ حال بھی واقع ہو سکتی ہے، دیکھو مندرجہ ذیل پہلی دو مثالوں میں جملہ شرطیہ، تیسری مثال میں صفت، چوتھی مثال میں خبر اور پانچویں مثال میں مفعول ثانی خبر کی صورت میں وارد ہوا ہے۔

پہلی مثال آیت کریمہ ہے: ﴿الَّذِينَ (إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ) وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ ۵۵

دوسری مثال مجنون کا یہ شعر ہے:

فأنت التی (إن شئت) أشقيت عيشتی
و أنت التی (إن شئت) أنعمت باليا ۵۶

تیسری مثال فرعان بن الأعرف کا یہ شعر ہے:

و إنی لداع دعوة (لو دعوتها
على جبل الريان) لا نقض جانبه ۵۷

چوتھی مثال عمرو بن شأس کا یہ قول ہے:

فإن عرارا (إن يكن غير واضح
فإنی أحب الجون، ذا المنكب العمم) (۵۸)

اور پانچویں مثال یزید بن الحکم کا یہ شعر ہے:

أراك (إذا استغنيت عنا) هجرتنا
و أنت الينا عند فقرك منضوى (۵۹)

یہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے حروف شرط سے جملہ حالیہ کی ابتدا نا جائز قرار دیا ہے، خود انہیں بھی لامحالہ اتنی بات کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ ان کا یہ قاعدہ کلیہ قابل اعتراض ہے، اور اسی وجہ سے انہیں کہنا پڑا ہے کہ جملہ شرطیہ تنہا حال کی جگہ نہیں آسکتا، لہٰذا "جاءنی زید أن يسأل يعط" میں جملہ شرطیہ حال نہیں، بلکہ اگر ایسا مراد لیا جائے تو جملہ شرطیہ ضمیر محذوف کی خبر بنایا جائے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی: "جاءنی زید، و هو إن يسأل يعط" لہٰذا حال کی جگہ جملہ اسمیہ واقع ہوگا، جملہ شرطیہ نہیں ۶۰

بنا بریں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان نحویوں نے

---

۵۵ سورۃ الأنفال/۲۔
۵۶ دیوان مجنون لیلی (ص:۲۹۵-۲۹۶)
۵۷ ابن قتیبہ: عیون الأخبار (۷۶/۳) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۰ء۔
۵۸ ابو علی القالی: الأمالی (۱۸۹/۲)
عمرو بن شأس کے اس قصیدہ کا مشہور شعر: "أردت عرارا بالهوان.." اوپر گذر چکا ہے۔
۵۹ البغدادی: خزانۃ الأدب (۴۹۶/۱)
یزید بن الحکم کے اس قصیدہ کے متفرق اشعار نحو وادب کی کتابوں میں جابجا وارد ہوئے ہیں۔
۶۰ ابو حیان: البحر المحیط (۴۲۴/۴-۴۲۵)

حروف شرط سے شروع ہوئے جملوں کو حال کی جگہ پر استعمال تو کیا ہے، لیکن شرط کی حقیقت سے خارج کرنے کے بعد، اور پھر ایسا جملہ دو حال سے خالی نہیں:

۱- یا تو اس کے نقیض اور متضاد جملے کا عطف اس پر جائز ہوگا۔

۲- یا نہیں۔

پہلی صورت میں "واو" کا عدم استعمال معروف ہے، جیسے: "أكرمك إن أصبت، و إن أخطات"۔

یہاں یہ بات مخفی نہیں کہ دونوں متضاد جملے اس جیسے مقام پر شرطیہ ہونے کے باوجود شرط کے معنی سے نکل کر تسویہ کے معنی کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ آیت کریمہ: ﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ﴾ ۶۱ میں استفہام کے دونوں جملے اپنے حقیقی معنی سے نکل کر تسویہ کے معنی میں بدل گئے ہیں۔

دوسری صورت میں "واو" کا آنا لازم ہے، جیسے: "أكرمك و إن لم تصب"۔ لہٰذا اگر یہاں واو نہ لایا جائے تو شرطیہ سے حقیقی مشابہت لازم آئے گی۔

ابن ہشام اس مسئلہ کو اس طرح واضح کرتے ہیں کہ "لأضربنه إن ذهب و إن مكث" بولنا اس لئے جائز ہے کہ اس کا اصل معنی "لأضربنه على كل حال" ہے کیونکہ ایک ہی شئ کے وجود و عدم دونوں کی شرط بیک وقت لگانا درست نہیں ہے ۶۲

الغرض ان نحویوں کے نزدیک ایسی صورت میں حروف شرط اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہ ہو کر شرط کا کچھ معنی سموئے ہوئے وصلیہ زائدہ برائے تعمیم کا فائدہ دینے لگے ۶۳ لیکن کچھ دوسرے نحوی یہ رائے قبول نہیں کرتے، بلکہ ان کے نزدیک ایسا جملہ شرطیہ ہی ہے اگرچہ اس کا جواب محذوف ہے۔ ۶۴

حروف اعتراض:

حروف عطف اور حروف استئناف ہی در اصل حروف اعتراض بھی ہیں، لیکن یہ حروف اعتراضی معنی میں اس وقت استعمال ہوتے ہیں جب جملہ معترضہ دو باہم مربوط یا متلازم کلام کے درمیان واقع

---

۶۱ سورۃ البقرہ/۶، سورہ یٰسین/۱۰۔
نیز اس جیسی مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو: سورۃ الأعراف/۱۹۳، سورۃ الشعراء/۱۳۶، سورۃ المنافقون/۶۔
۶۲ ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص:۴۴۵)
۶۳ الدسوقی: حاشیہ الدسوقی علی ابن ہشام (۵۵/۲) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۸ھ۔ اور حاشیۃ الأمیر علی ابن ہشام (۵۴/۲) میں ہے کہ کچھ لوگ اسے وصلیہ تو نہیں لیکن وصلیہ جیسا مانتے ہیں۔
۶۴ الشریف الرضی: شرح کافیہ ابن الحاجب (۲۵۷/۲-۲۵۸)

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

ہوتا ہے۔

حروف اعتراض مندرجہ ذیل ہیں:

۱- (ف) جیسے آیت کریمہ: ﴿وَ مِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ. (فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ). مُدْهَامَّتَانِ﴾ [٦٥]

اور جیسے علقمہ الفحل کا یہ شعر:

و أنت امرؤ أفضت اليك أمانتى

و قبلک ربتنى (فضعت) ربوب [٦٦]

اور ربیعہ بن مقروم الضبی کا یہ شعر:

إذا ما انآد قومه (فلا نت

أخادعه) النواقر و الوقاع [٦٧]

۲-(و) جیسے آیت کریمہ: ﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّيْ وَضَعْتُهَا أُنثَى (وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ) (وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَى) وَ إِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ﴾ [٦٨]

اور جیسے متمم بن نویرہ کا یہ شعر:

لعمرى (و ما دهرى بتأبين هالک

و لا جزع بما أصاب فأوجعا)

لقد كفن المنهال تحت ردائه

فتى غير مبطان العشيات، أروعا [٦٩]

۳-(إذ) تعلیلیہ، جیسے آیت کریمہ: ﴿وَ لَن يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ (إِذ ظَّلَمْتُمْ) أَنَّكُمْ فِيْ الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ﴾ [٧٠]

اور جیسے مجنون کا یہ شعر:

فيا رب! (إذ صيرت ليلى هى المنى)

فزنى بعينيها، كما زنتها ليا [٧١]

---

[٦٥] سورہ الرحمٰن/٦٢-٦٤، والشوکانی: فتح القدیر (١٤٢/٥) مطبوعہ بیروت/قاہرہ۔

[٦٦] دیوان علقمۃ الفحل (ص: ١٣١-١٣٢) مطبوعہ الوھبیہ ١٢٩٣ھ، التبریزی: شرح اختیارات المفضل (ص: ١٥٩٠) مطبوعہ دمشق ١٩٧١ء۔
اس قصیدہ کے بیشتر اشعار نحوی، لغوی اور بلاغی شواہد کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

[٦٧] الأخفش الأصغر: الاختیارین (ص: ٥٧٥) مطبوعہ دمشق ١٩٧٤ء

[٦٨] سورۃ آل عمران/٣٦۔

[٦٩] سیبویہ و الأعلم: کتاب سیبویہ و شرح شواہد الأعلم (١٦٩/١) مطبوعہ بولاق ١٣١٨ھ، مفضل الضبی: المفضلیات (ص: ٢٦٥) مطبوعہ القاہرہ/١٣٧١ھ۔
اس قصیدہ کے متعدد اشعار نحو و ادب وغیرہ کی کتابوں میں وارد ہوئے ہیں۔

[٧٠] سورۃ الزخرف/٣٩۔

[٧١] دیوان مجنون و لیلیٰ (ص: ٢٩٦)

اس شعر کے دوسرے مصرع میں ''فزنی'' کا فاء متصلہ زائد ہے [٧٢]

۴- (حتّی) ابتدائیہ بھی درج ذیل جیسی مثالوں میں اسی پر محمول ہوگا، آیت کریمہ ہے: ﴿وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ (حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّيْ تُبْتُ الآنَ) وَلاَ الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ﴾ [٧٣]

ایک شاعر کہتا ہے:

عممتهم بالندى (حتى غواتهم)

فكنت مالک ذى غى و ذى رشد [٧٤]

اور عمرو بن شأس کے انہیں مذکورہ بالا اشعار والے قصیدہ میں ہے:

ألم يأتها أنى صحوت و أننى

تحلمت (حتى ما أعارم من عرم)

و أطرقت إطراق الشجاع و لو رأى

مساغا لنا بيه الشجاع لقد أزم [٧٥]

ملاحظہ: جملہ حالیہ مذکورہ بالا حروف میں سے کسی کے ساتھ مل کر نہیں آتا، لہٰذا اگر جملہ حالیہ پر واو آجائے تو وجوباً وہ واو (إذ) ظرفیہ کے معنی میں ہوگا، اس لئے کہ اس کے مابعد کا کلام اسی کی طرح اس سے ماقبل کے ساتھ مقید ہوگا، اور ایسے جملہ کے لئے ضروری ہے کہ فعل مضارع مثبت اس سے متصل نہ ہو، اس وجہ سے متنبی کے اس شعر:

يا حادیى عيرها (و أحسبنى

أو جد ميتا قبيل أفقدها)

قفا قليلا بها على فلا

أقل من نظرة أزودها [٧٦]

میں (و أحسبنی ...الخ) جملہ معترضہ ہے، حالیہ نہیں، البتہ وہ جملہ حالیہ اس تقدیر کے ساتھ ہوسکتا ہے کہ واو اور فعل مضارع کے درمیان (أنا) کی ضمیر محذوف مان لی جائے، لہٰذا ''أنا أحسبنی أوجد'' جملہ اسمیہ بن کر حال کے محل میں ہوگا اور پہلا جملہ فعلیہ رفع کی صورت میں خبر ہوگا۔

---

[٧٢] ابن جنی: التمام (ص: ٩٠) مطبوعہ بغداد ١٩٦٢ء، البغدادی: خزانۃ الأدب (١٥٣/٣)۔

[٧٣] سورۃ النساء/١٨۔

[٧٤] ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص: ١٣٩ و ٦٧٦)

[٧٥] ابوعلی القالی: الأمالی (١٨٨/٢) اس قصیدہ کے دو شعر اوپر گذر چکے ہیں۔

(٧٦) دیوان المتنبی مع شرح العکبری (٢٩٦/١) مطبوعہ قاہرہ ١٩٣٦ء، ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص: ٤٤٥)

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عنترہ بن شداد کا یہ شعر بھی اسی قبیل کا ہے:

علقتها عرضا - (و أقتل قومها) -
زعما - لعمر أبيک - ليس بمزعم ۷۷

اس شعر میں ''أقتل'' کا جملہ استنافی ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ فعل مضارع ضمیر متکلم محذوف (أنا) کی خبر ہو اور جملہ کبری حالیہ بن جائے، جیسا کہ ''قمت و أصُكُّ وجهه'' اور عبداللہ بن ہمام السلول کے اس شعر میں ہے:

فلما خشيت أظافيرهم
نجوت (و أرهنهم مالكا) ۷۸

۵- لام توطئہ: یعنی ایسا لام جو جواب قسم کی تمہید ہو۔

لام توطئہ اس لام کو کہتے ہیں جو حروف شرط پر داخل ہو کر یہ آگاہی دیتا ہے کہ اس کے بعد آنے والا جواب اس سے ماقبل کسی ظاہری یا تقدیری قسم پر مبنی ہے، شرط پر مبنی نہیں ۷۹ بعض نحویوں نے تو شرط پر داخل ہونے کے سبب اس کا نام لام شرط ہی رکھا ہے ۸۰

ظاہری قسم کی مثال کسی شاعر کا یہ شعر ہے:

لعمري (لئن كنتم على النائ و الغنى
بكم مثل ما بي) إنكم لصديق (۸۱)

اس شعر میں ظاہری قسم (لعمری) ہے اور جملہ شرطیہ قسم اور جواب قسم (إنكم لصديق) کے درمیان معترضہ بن کر آیا ہے۔

تقدیری قسم کی مثال کسی کا یہ قول ہے:

لمتى صلحت، ليقضين لک صالح
و لتجزين (إذا جزيت) جميلاً (۸۲)

اس شعر میں لام توطئہ سے پہلے قسم محذوف

---

۷۷ التبریزی: شرح القصائد العشر (ص: ۲۶٦) مطبوعہ حلب ۱۹۶۹ء العینی: شرح شواہد شروح الألفیہ (۱۸۸/۳) علی ہامش خزانۃ الأدب للبغدادی و (۱۸۷/۲) علی ہامش شرح الأشمونی، والأشمونی: منہج السالک (۱۸۷/۲) الشیخ خالد الأزہری: التصریح بمضون التوضیح (۳۹۲/۱)

۷۸ المبرد: المقتضب (۱۹۰/۳) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۸ھ، ابن عصفور: المقرب (ص: ۳۱) از تصویر نسخہ قلمی دار الکتب، قاہرہ، العینی: شرح شواہد شروح الألفیہ (۱۹۰/۳) العباسی: معاہد التنصیص (۲۸۵/۱) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۷ / ۱۹۴۷ء، السیوطی: ہمع الہوامع (۲۴۶/۱) الشنقیطی: الدرر اللوامع (۲۰۳/۱) مطبوعہ ۱۳۲۸ھ، الأشمونی: منہج السالک (۱۷۸/۲)

۷۹ ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص: ۲۵۹-۲۶۰)

۸۰ ابن یعیش: شرح المفصل (۲۲/۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۲۸ء۔

۸۱ ابوعلی القالی، الأمالی (۲۸/۱)

۸۲ ابن ہشام: مغنی اللبیب (ص: ۲۶۰) و (۱۹۳/۱) مع حاشیۃ الأمیر، السیوطی: ہمع الہوامع (۴۴/۲)، الشنقیطی: الدرر اللوامع (۵۱/۲)، البغدادی: خزانۃ الأدب (۵۳۹/۴)

ہے، اور جملہ شرطیہ قسم اور جواب قسم کے درمیان معترضہ بن کر آیا ہے۔

الحاصل: جواب قسم کے لئے آنے والا لام توطئہ حروف اعتراض کے ساتھ ملا یا جا سکتا ہے، کیونکہ وہ جملہ شرطیہ کی ابتدا میں آکر اسے بلا محل اعرابی جملہ شرطیہ بنا دیتا ہے۔

لیکن جملہ حالیہ پر ایسے لام کا داخلہ جائز نہیں، اگر چہ جملہ شرطیہ کبھی کبھار حال کی جگہ پر استعمال ہو جاتا ہے۔

نحویوں نے (إذ) تعلیلیہ کو بھی حروف شرط میں شمار کرتے ہوئے اس پر لام توطئہ کا داخلہ جائز قرار دیا ہے، لہٰذا اس کے بعد آنے والا کلام جملہ معترضہ ہی ہوگا، جیسے ذو الرمہ کا یہ شعر:

غضبت على لأن شربتُ بجَزّة
فلإذ غضبت لأشربن بخروف (۸۳)

اور بسا اوقات لام توطئہ شرط ہے پہلے قسم محذوف کے سبب حذف کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ اس آیت میں ہے: ﴿وَ إِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُون لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ۸۴

اور ایک دوسری آیت میں ہے: ''وَ إِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ'' ۸۵

ہاں اگر حرف شرط پر داخل شدہ لام زائدہ ہو موطئہ نہ ہو جیسا کہ ذو الرمہ کے اس شعر:

لئن كانت الدنيا على كما أرى
تباريح من ليلى فللموت أروح (۸٦)

میں ہے تو جواب شرط کا ہوگا، اور جملہ شرطیہ لازما جملہ معترضہ نہیں ہو سکتا، بلکہ موقع محل کے اعتبار سے معترضہ یا غیر معترضہ دونوں ہو سکتا ہے، جیسا کہ عمر بن أبی ربیعہ قرشی کے اس شعر میں ہے:

ألمم بزينب إن البين قد أفدا
قل الشواء لئن كان الرحيل غدا (۸۷)

تمت و لله الحمد أولا و آخرا

---

۸۳ أیضاً ابن ہشام والسیوطی والشنقیطی والبغدادی والجاحظ: البیان والتبیین (۳۴۴/۳) وأبو علی القالی: الأمالی (۲۴۸/۱) لیکن دیوان ذو الرمۃ یا اس کے ملحقات میں یہ شعر موجود نہیں، شاید دمشق کے محقق نسخے میں موجود ہو، لیکن مجھے یہ نسخہ دستیاب نہیں۔

۸۴ سورۃ المائدہ/۷۳۔

۸۵ سورۃ الأنعام/۱۲۱۔

۸۶ دیوان ذو الرمہ (ص: ۸٦) مطبوعہ کیمبرج ۱۹۱۹، أیضا ابن ہشام۔

۸۷ دیوان عمر بن أبی ربیعہ (ص: ۳۸۳) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۰ء و (ص: ۱۰۹) مطبوعہ بیروت ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء و (ص: ۲۰۹) مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۱ھ، وأیضا ابن ہشام۔